بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ

پیغام صلح انٹر نیشنل

جولائی 2019ء

شوال / ذوالقعدہ ۱۴۴۰ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت کا ترجمان

حضرت محمد مصطفی (ﷺ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا

حضرت مرزا غلام احمدؒ مُدعی نبُوت نہیں مجدد صد چہاردہم تھے، جس کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح و مہدی کے القاب سے کی تھی۔

مدیران

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

ارشد علوی

فہرست مضامین

۱: کلامِ امام۔(اللہ گواہ ہے کہ مَیں سچا ہوں)	۳
۲: خطبہ حضرت مولانا محمد علیؒ۔	۴

تمام احبابِ جماعت کو عید الاضحیٰ مبارک۔ اگر آپ قربانی نہیں کر رہے تو عید پر جماعت کو کم از ۵۰ پونڈ چندہ عطا فرمائیں

جلسہ انگلستان

16اگست بروز جمعہ سے 18 اگست بروز اتوار احمدیہ جماعت یو کے ایک جلسہ منعقد کر رہی ہے۔ مہربانی فرما کر تفصیلات کے لئے شاہد عزیز یا سمیرا احمد سے رابطہ کریں۔

عالمگیر (ذیلی مرکز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

پتہ برائے خط و کتابت

15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ

www.virtualmosque.co.uk

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

اعلان

جلد ہی جماعت کی ریڈیو نشریات پریمیئر اسلامک ریڈیو سے نشر کی جائیں گی۔

www.virtualmosque.co.uk پر دیگر نشریات

پروگرام واوقات

جمعہ-انگریزی		13:00
درس-بعد از جمعہ انگریزی		13:30
ماہانہ اجلاس-انگریزی-	ہر ماہ پہلی اتوار	15:00
عیدین-انگریزی		11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین-پنجابی	13:00	سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور تبادلہ خیالات-	ہر اتوار	09:00

سکائپ آئی ڈی

Lahori-Ahmadi

کلامِ امام

از حضرت مرزا غلام احمدؒ

مُرتّب: ارشد علوی

حضرت مسیح موعودؑ تحفہ بغداد (صفحہ ۲۰ تا ۲۴) میں فرماتے ہیں

اے میرے بھائی! تُو اچھی طرح جانتا ہے کہ مسلمان قوم کی کتابیں اولیاء اللہ سے مکالمات اور اس کے مقرب بندوں سے مخطابات سے بھری ہوئی ہیں۔ اور وہ کریم اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنی روح ڈالتا ہے اور اسے ایمان اور یقین میں بڑھاتا ہے۔ کیا تو نے سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی "فتوح الغیب" میں نہیں پڑھا کہ کس طرح انہوں نے اس میں مکالمات کی حقیقت کا ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے بلیغ ولذیذ کلام کرتا ہے اور انہیں اپنے اسرار و اخبار سے مطلع کرتا ہے اور انہیں انبیاءؑ کا علم، انبیاءؑ کا نور، انبیاءؑ کی بصیرت اور انبیاءؑ کے معجزات عطا کیے جاتے ہیں۔ لیکن یہ وراثت ہے اصل نہیں۔ اور انہیں زمین و آسمان اور اللہ کی تمام بادشاہت میں تصرّف دیا جاتا ہے۔ پس ان کے مراتب کی طرف دیکھ اور تعجب مت کر۔ کیونکہ اللہ سخی ہے اور اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے دیتا ہے کیونکہ وہ بخیل نہیں ہے۔ اللہ نے اپنی عزیز کتاب میں ہمارے لئے ملہمین کے قصے بیان کئے ہیں اور ہمیں خبر دی ہے کہ اس نے موسیٰؑ کی والدہ سے کلام کیا۔ اور ذوالقرنین اور حواریوں سے کلام کیا۔ ان میں سے تو کوئی بھی نبی یا رسول نہیں تھا بلکہ وہ اس کے محبوب بندوں میں سے تھے۔ کیا یہ عجیب تر بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی کلام کرے اور اور انہیں مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشے اور اس اُمت کے مردوں کو اس میں سے کچھ حصہ نہ دے۔ حالانکہ یہ رسولوں کے سردار کی اُمت ہے۔ اور اس کو بہترین اُمت کا خطاب دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ تمام

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان

۲. آنحضرت ﷺ خاتم النبیّین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ :۔"اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔"

۳. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں، نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔

۴. بُطابق فرمانِ نبوی حضرت محمدؐ کے بعد مجدّدین آئیں گے۔ اِس اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء

۵. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہلسنت کے مُسلّمہ بزرگ ہوں یا اہلِ تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدّد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶. ہر ایک شخص جو لَآاِلٰہَ اِلَّااللہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدّد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: "اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔

اُمتوں کا خاتمہ کیا گیا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ ایک آخری گروہ ہو گا۔ یعنی اس میں بے شمار کامل مرد اور کامل عورتیں ہوں گی۔

اے میرے بھائی! اللہ تیری دونوں جہانوں میں عافیت کرے تُو دیکھتا ہے کہ کس طرح ان ایام میں ایک مجدّد کے ظہور کی ضرورت بڑھ گئی ہے جو کہ دین کی تائید کرے اور دلائل کو قائم کرے اور شیطان کو کنکریاں مار کر (بھگائے)۔ کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ گمراہی کس طرح غالب آگئی ہے اور کافروں کی لوٹ مار عام اور محیط ہو گئی ہے اور کتنی ہی اُمتیں ہلاک و تباہ ہو گئیں؟ کیا تُو ان مفاسد کو نہیں دیکھتا۔ کیا تجھے اسلام کے مصائب پر درد نہیں ہے؟ کیا تیرے پاس اس کی خبریں نہیں آتیں یا تُو غافلوں میں سے ہے؟ کیا کفار کا فتنہ کثرت نہیں اختیار کر گیا؟ کیا آثار (قیامت) کے ظہور کا وقت نہیں آیا؟ کیا فتنے جنگلوں میں اور ملکوں اور شہروں میں عام نہیں ہو گئے؟ کیا اس ارحم الراحمین کی رحمت کا وقت نہیں آیا؟۔ کیا ہمارے زمانے میں یہ پیش نہیں آیا کہ ہمارے ہر طرف سے بھیڑیوں نے سیاہ کالی رات میں حملہ کر دیا کوّے کی طرح سیاہ کالی رات۔ اور ہم اس میں بے دست وپا ہو کر رہ گئے ہیں؟

اور تُو دیکھتا ہے کہ بدبختوں کی صفیں آمنے سامنے آگئیں ہیں۔

مَیں ان دنوں اسلام کی کمزوری پر اس طرح روتا تھا جس طرح دردزہ والی عورت روتی ہے۔ اِدھر مجھے تباہی کے راستے سامنے دکھائی دیتے تھے اور اُدھر مَیں اللہ تعالیٰ کی مدد کی طرف دیکھتا تھا۔ پس اس کی عنایات سامنے آگئیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کی ہوا چل پڑی اور اس نے مجھے الہام کے اعلیٰ مراتب کی خوشخبری دی۔ اور مجھے ایسی خالص شراب کا پیالہ پلایا گیا کہ جس کے پینے سے میں ایسا مسرور ہو گیا جیسا کہ حاملہ کو اس کے دردزہ کے دوران لڑکے کی خوشخبری دی جائے۔ پس مجھے حکم دیا گیا کہ مَیں اپنی خیر کو دوستوں میں تقسیم کروں۔ تب مَیں نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کام کا آغاز کر دیا۔ اس وجہ سے انہوں نے میری تکفیر کی اور مجھ پر لعنت کی اور مجھے گالیاں دیں اور میرے ساتھ مصیبتیں اور ہلاکتیں چمٹا دیں۔ اور مجھے مقامی اور غیر ملکی لوگوں کی زبانوں سے تکلیف پہنچائی گئی۔

مَیں نے دیکھا کہ اکثر علماء اپنے نفسوں اور خواہشوں کے قیدی ہیں اور تُو دیکھتا ہے کہ وہ اس بچے کی مانند ہیں جس پر پرانی چادر

ہمارے اوپر ایسی ذلت ماری گئی جس نے سب کچھ لوٹ لیا۔ اور کفار ہم پر جڑ سے اکھیڑ دینے والی ہلاکت کیساتھ ٹوٹ پڑے ہیں۔

اے میرے بھائی! دیکھ کہ کس طرح اندھیرے، ظلم اور سیاہی نے لوگوں کو گھیر لیا ہے۔ اور ہم ہر طرف سے انواع واقسام کی بھونکنے کی آوازوں سے ڈرائے جاتے ہیں اور ہمارے رونے اور ماتم کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ ہمارے اوپر ایسی ذلت ماری گئی جس نے سب کچھ لوٹ لیا۔ اور کفار ہم پر جڑ سے اکھیڑ دینے والی ہلاکت کیساتھ ٹوٹ پڑے ہیں۔ تقویٰ اور اصلاح کے آثار مٹ گئے۔ ہمارے اوپر اتنے مصائب ڈالے گئے کہ اگر وہ مصائب پہاڑوں پر ڈالے جاتے تو وہ ان کو ریزہ ریزہ کر دیتے اور ان کو لشکرِ جرار کی طرح تباہ کر دیتے۔ زمین شرک اور جھوٹ اور قبیح اعمال سے بھر گئی ہے

ہے اور اس کی چال میں بھی لنگڑا پن ہے۔ اور اس کے کانوں میں بوجھ ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور اس کے دل میں بیماری ہے۔ یہ علماء اپنے مولا پر بوجھ ہیں۔ اور ان میں کوئی ایسی اچھائی نہیں جو کہ خریدنے والوں کو خوش کرتی ہو۔ اور وہ اپنے بھائیوں پر تو دشمنی کی تیز دھار تلوار کو نکالتے ہیں مگر اپنے دشمن کے حملے کو بھول جاتے ہیں۔ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل نماز کے بجائے تحفوں کی طرف مائل ہیں۔ اور وہ بجائے ہدایت کے تحائف لینے کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی کر کے حاصل ہونے والے ثواب پر تکبّر کے کپڑوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اپنے

بھائیوں کو بچھو کی طرح ڈنگ مارتے ہیں خواہ وہ ان کے اقارب ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ اپنے رَبّ ارباب سے نہیں ڈرتے ہیں۔ اور نہ ہی کمانے کے طریقوں میں اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ وہ امراء کے دروازوں کی طرف بھاگ کر جاتے ہیں اور اپنے بڑائی والے خُدا کو بھول جاتے ہیں۔ پھر اپنے بھائیوں کی تکفیر کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ نیکوں میں سے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو اپنی جانوں، اپنی خواہشوں اور اپنے مالوں پر اللہ کو ترجیح دیتے ہیں تو نہ تو انہیں تکفیر کرنے والوں کی تکفیر اور نہ جھٹلانے والوں کا جھٹلانا نقصان پہنچاتا ہے۔ کیا اللہ اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں۔ خُدا کی مانند اپنے مخلصین سے کون مخلصانہ تعلق رکھتا ہے۔ اس کی رحمت نیکی کرنے والوں کی نیکی کے درجہ سے بڑھ کر ہے اور اس کا فضل کوشش کرنے والوں کی کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔

اے مکرم بھائی! نرمی اختیار کر بے شک نرمی نیکیوں کی سردار ہے اور نیکوں کی علامات میں سے ہے۔ اور تجھ پر لازم ہے کہ تُو اپنے شبہات کو مجھ پر پیش کر تا کہ مَیں تجھے وہ عطا کروں جو تجھ سے کھو گیا ہے۔ اور اگر اللہ نے چاہا تو تُو مجھے ضرور سچا دوست اور خادموں کی طرح راستے کا بہترین ساتھی پائے گا۔ یقیناً اللہ نے مجھے اپنی طرف سے ایسی قوت عطا کی ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں سے شبہات کو دور کرتا ہوں اور مجھ پر مخلوق کی تعلیم کے، اِتمامِ حُجّت کے اور حق ظاہر کرنے کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور اس کے فضل سے مَیں تائید یافتہ ہوں۔ لیکن وہ لوگ جو حق کے متلاشی نہیں وہ مجھے نہیں پہچانتے اور یقیناً انہوں نے اللہ کے نشانات دیکھے ہیں باایں ہمہ وہ منکرین میں سے ہیں۔ وہ مجھ پر حملہ کرتے ہیں اور مجھے گالیاں دیتے ہیں اور مجھ پر آنکھیں نکالتے ہیں اور قریب تھا کہ وہ غیض وغضب سے پھٹ جائیں کیونکہ وہ ہدایت حاصل کرنے والوں کی طرح فکر نہیں کرتے۔ اللہ گواہ ہے کہ مَیں سچا ہوں اور جھوٹوں میں سے نہیں ہوں۔ اللہ کی قَسم مَیں حقیر دنیا اور اس کے مردار کو سمیٹنے والا نہیں ہوں۔ ہائے افسوس ان سوء ظن رکھنے والوں پر اور حسرت ہے اسراف کرنے والوں پر۔ (فہرست)

۲۴ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۵ فروری ۱۹۳۷ء

خطبہ حضرت مولانا محمد علیؒ

خدمتِ دین کے لئے نوجوانوں کی ضرورت

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضرت مولیٰناؒ نے ذیل کی قرآنی آیات تلاوت کیں:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۔ (۴۸:۲۹-۲۸)

ترجمہ: ’’وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا، تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ تعالیٰ گواہ بس ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں کافروں کے مقابلہ میں قوی آپس میں رحم کرنے والے، تو انہیں رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے وہ اپنے رَبّ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں ان کا نشان اُن کے مونہوں پر سجدوں کے اثر سے (ظاہر) ہے یہ ان کی مثال توریت میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں، کھیتی کی طرح، جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُسے مضبوط کیا، سو وہ موٹی ہوئی، پھر اپنی نالوں پر سیدھی کھڑی ہوگئی کسانوں کو خوش کرتی ہے، تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو غضب میں لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں حفاظت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔‘‘

اور پھر آپؒ نے فرمایا کہ دعویٰ تو یہ کیا کہ خُدا نے اپنے

رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ اور اس کے آگے بطور دلیل یوں فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اللہ کا بھیجا ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر دیکھو! آپؐ کے ساتھ کیسے کیسے لوگ جمع ہوئے! آگے ان کی تعریف میں ہے وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰیهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَا هُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۔وہ کفار کے مقابلے پر قوی اور آپس میں رحیم ہیں۔ تو ان کو رکوع اور سجدے کرتے دیکھتا ہے۔ ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ کوئی مفتری کہتا تھا، کوئی شاعر خیال کرتا تھا، کوئی مجنون ٹھہراتا تھا، ان کو سمجھایا کہ جیسا کوئی آدمی ہوتا ہے، ویسے ہی آدمی وہ پیدا بھی کرتا ہے۔ اگر یہ مفتری یا شاعر ہوتا، تو اس کے ارد گرد ایسے ہی لوگ ہوتے، جو افتراء کیا کرتے، یا جھوٹ بولنے میں دلیر ہوتے، یا انہیں شعر و شاعری کا شوق ہوتا، یا اگر وہ مجنون ہوتا تو اس کے ارد گرد بھی مجانین کا ایک گروہ اکٹھا ہو گیا ہوتا!

فرمایا۔ غور کرو۔ آپ کے گرد کون لوگ اکٹھے ہوئے ہیں؟ فی الحقیقت بعض امر واقع ایسے ہوتے ہیں، چاہے تمام دنیا انکار کرتی نظر آئے، وہ صداقت بالآخر دلوں کو کھا جاتی ہے۔ اور بڑوں بڑوں کی گردنیں اس کے آگے مجبوراً جھک جاتی ہیں۔ اگر کسی کے متعلق پتہ لگانا چاہو تو مثل مشہور ہے کہ اس کے ہم نشینوں کو دیکھو۔ بات صاف ہو جاتی ہے۔ آج اس تہذیب کے زمانہ میں جب کہ ہر طرف علم و حکمت کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور یورپ اس میں بہت آگے بڑھا ہوا ہے۔ اس یورپ میں بھی ابھی تک ایسے احمق موجود ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ آپؐ نعوذ باللہ مرگی زدہ تھے۔ وہ اپنی کتابوں میں وحی کی کیفیت کو مرگی کا دورہ لکھتے ہیں! مگر ان کی آنکھیں بند ہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ انسانوں کی شکل میں گدھے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ

کبھی دیکھا؟ کہ مرگی زدہ انسان ایسے بلند پایہ انسان پیدا کرتے ہیں۔ جیسے کہ آپؐ نے کئے؟ اس عظیم الشان انقلاب کو چھوڑیئے، جو آپؐ نے عرب میں پیدا کیا۔ آپؐ کے ارد گرد کے چند آدمیوں کو ہی دیکھئے کہ کس پایہ کے تھے؟ اس حقیقت کو بچے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جیسا انسان خود ہو، ویسا ہی انسان وہ اپنے اثر سے بھی پیدا کرتا ہے۔ مگر یورپ کے ''نابینا عقلمندوں'' کو یہ نظر نہیں آتا! تمام آدمیوں کے گروہ کو چھوڑیئے کہ کس قدر ذلت سے نکال کر لاکھوں مخلوق کو کس قدر بلندی پر پہنچایا! صرف دو چار خاص آدمیوں کو ہی دیکھ لو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ، ان چار کو ہی لے لیجئے۔ ان میں سے دو کو ہی لے لیجئے۔ یعنی حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ۔ کیا اتنے بلند پایہ انسان ایک مفتری یا ایک مرگی زدہ پیدا کر سکتا ہے؟ مرگی زدہ کو چھوڑیئے کسی اچھے بھلے نے ہی پیدا کئے ہوں!

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جس قسم کی مشکلات میں استقلال دکھایا، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سارا عرب باغی ہو چکا تھا۔ سو مدینہ کے سب طرف فتنہ کھڑا ہو گیا۔ مگر یہ عظیم الشان انسان پہاڑ کی طرح کھڑا ہے۔ اور یہ زبردست مشکلات اسے ایک لحہ کے لئے بھی پریشان نہیں کر سکتیں۔ وہ کہتا ہے کہ جو فوج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے لئے تیار کی تھی، ادھر ہی جائے گی۔ کتنا بڑا اور مضبوط ایمان ہے۔ اس قدر استقلال کے مالک کتنے اور انسان تاریخ عالم میں نظر آتے ہیں؟ تو کیا یہ ایک مرگی زدہ انسان کا کام ہو سکتا ہے کہ وہ اتنے بلند اور بے مثل استقلال کے انسان پیدا کرے! دیکھو۔ اتنا اعلیٰ فاتح کہ تھوڑے سے عرصہ میں بڑی بڑی سلطنتیں تہ و بالا کر دیں کہ دنیا حیران ہو گئی۔ اور صرف یہی نہیں کہ فتح کیا، بلکہ ایسا انتظام کیا جو آج اعلیٰ درجہ کے تعلیم کے ماہر بھی نہیں کر سکتے! اس نے کہاں تعلیم پائی؟ عمرؓ نے کہاں سے علم حاصل کیا؟ عثمانؓ اور علیؓ نے کہاں سے سبق لیا؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے صحبت نشین

مَیں پچھلے جمعہ ایک کتاب کا ذکر کر رہا تھا۔ ایک موٹی بات کا ذکر کرتا ہوں۔ مرزا غلام احمد کیا تھا؟ آج ایک معمہ بنا ہوا ہے! کوئی

کہتاہے یہ بڑا دشمن اسلام تھا۔ اس کو مٹایا جائے۔ کوئی کہتا ہے۔ اس کی اچھی تحریروں کو پڑھ کر بیوقوف لوگ پھنس گئے۔ کوئی مراقی اور مجنون بتاتا ہے۔ سوچتے نہیں کہ کیا مراقی ایسے ہی آدمی پیدا کیا کرتے ہیں، جیسے مرزا غلام احمد نے پیدا کئے۔ اگر وہ دشمن اسلام ہوتا تو وہ دشمن اسلام لوگ ہی پیدا کرتا۔ اگر مفتری ہوتا تو اس کے ارد گرد جمع ہونے والے لوگ بھی مفتری ہوتے۔ اگر لالچی ہوتا تو لالچی آدمی پیدا کرتا۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ انبیاءؑ کی توہین کرتا تھا۔ تو چاہئے تھا کہ جو پاس بیٹھتے وہ بھی انبیاء کی توہین کرنے والے ہوتے! کوئی کہتا ہے کہ گالیاں دیتے تھے۔ تو لازمی تھا کہ ماننے والے بھی گالیاں دیا کرتے۔ واقعات کا انکار کب تک کرتے جائیں گے؟ آخر سوچو کہ مرزا غلام احمد نے کیسے لوگ پیدا کئے؟ صحبت نشین کیسے تھے؟ مولانا نور الدین صاحب، مولانا عبد الکریم صاحب اور مولانا محمد احسن صاحب امروہی وغیرہ اوّلین مریدوں کو لے لو۔ جو لوگ حکیم مولٰینا نور الدین صاحب سے ملے ہیں۔ کیا ان کے وہم میں آتا ہے کہ یہ بلند اخلاق اور وسیع علم کا مالک انسان ایک مجنون کے پاس بیٹھ کر وہاں اپنی عمر گزار سکتا تھا؟ مجنونوں کے پاس کون بیٹھتا ہے؟ وہی جو خود مجنون ہو! جیسا انسان خود ہوتا ہے، ویسے ہی انسانوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ یا جن کو وہ کھینچتا ہے ان کو اپنے رنگ میں رنگین کر دیتا ہے۔ یہ دو تین نام ایسے لئے ہیں، جو علم دین کے ماہر تھے۔ اور قرآن وسنت کے علم پر کامل عبور رکھتے تھے۔ اب انگریزی دانوں کو لو، جو دین سے بے حس تھے۔ وہ بھی آپ کے پاس گئے۔ ان میں سے ایک خواجہ کمال الدین بھی تھا۔ وہ انگریزی خواں، جو دین کے معاملہ میں دہریت کے قریب ہوتا ہے، بے نظیر مبلغ اسلام بن جاتا ہے۔

مَیں حیران ہوں کہ مخالفین احمدیت کی عقل دشمن کیوں کتابیں لکھنے بیٹھ جاتے ہیں؟ اگر اتنی بھی عقل نہیں کہ سوچیں کہ کیسے انسان پیدا کئے، جو دن رات خدمت اسلام میں مصروف ہیں۔ آخر بابی مذہب بھی ہے۔ جو اس زمانہ میں یا اس سے ذرا پہلے آیا۔ اس نے کیسے لوگ پیدا کئے، سب کے سامنے ہے۔ وہ اسلام کے خیر خواہ نہیں، دشمن ہیں، جو اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں۔ آریہ ہیں۔ جیسا گرو ویسے چیلے۔ "ستیارتھ پرکاش" کا تیرھواں اور چودھواں باب ان کی ذہنیت کا صحیح نمونہ ہے۔ مگر مخالف حقائق سے بے خبر ہیں۔ ان کا کام دن رات نکتہ چینی ہے اور کچھ نہیں! اس موٹے واقعہ ہی کو لو۔ اگر وہ (حضرت مرزا صاحب) اسلام کا دشمن تھا تو ہمنشین بھی دشمن اسلام ہی ہوتے۔ ان میں بھی ویسی ہی باتیں سرایت کرتیں، مگر اس وقت حالت کیا ہے؟ وہ قوم پیدا کی جو دین کو پھیلانے میں سب سے پیش پیش ہے۔ اور جس سے دشمن کو بھی انکار نہیں۔ اتنا نہیں سوچتے کہ وہ کام کیا جو کروڑوں مسلمان بھی نہ کر سکے۔ علم وہ پیدا کیا کہ دنیا بھر کی گردنیں اس کے آگے جھکی ہوئی ہیں۔ جیسا چشمہ ویسا پانی۔ اگر مصفا پانی ہے تو چشمہ یعنی مرزا بھی مصفا تھا۔

خدمت دین کے لئے پانچ گریجویٹوں کی ضرورت

یہ تو گزشتہ کی کہانی ہوئی۔ اب آپ کو کہنا چاہتا ہوں۔ مرزا صاحب نے ایسے انسان پیدا کئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے آدمی تیار کئے۔ ہم کیا ہیں؟ کیا ایسا تو نہیں کہ ہم بدنام کرنے والے ہوں! اس کا انحصار ایک بات پر ہے۔ وہ بات کیا ہے وہ یہ کہ کیسا علم پیدا کرتے ہیں اور اسے کس طرح پھیلاتے ہیں؟ دو کام ہی ہیں۔ دونوں قسم کے آدمی بکار ہیں۔ اگرچہ ایک کم اور ایک زیادہ، مگر درکار ضرور ہیں۔ اس وقت گزشتہ سالانہ جلسہ کے موقع پر انجمن نے ایک معمولی سا قدم اُٹھایا یا فیصلہ کیا کہ پانچ گریجویٹ ہم لینا چاہتے ہیں۔ جو اپنی زندگی کو راہِ خدا میں وقف کر دیں۔ یہ اس لئے کہ آئندہ صحیح علم کو پیدا کرنے اور اسے ترقی دینے کے بعد وسائل قائم رہیں، مگر ہم کیسے آدمی چاہتے ہیں اور کیا دکھا کر انہیں لینا چاہتے ہیں؟ دو ہی صورتیں ہو سکتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کے سامنے بڑا اچھا سبز باغ بنا کر رکھ دیں۔ کہ اگر آؤ گے تو ہم دوران تعلیم میں یہ کریں گے، اور بعد ازاں یہ گریڈ دیں گے۔ وغیرہ۔ دوسرا رنگ یہ ہے کہ پیچھے

ایک آگ ہے۔ جس میں کودنا ہے۔ اس میں ہر قسم کی مشکلات اور دکھوں کا سامنا ہے۔ تو میں تو یہ دوسری صورت ہی پیش کرتا ہوں۔

دین اُن لوگوں سے نہیں پھیل سکتا جو گریڈ کے آرزومند ہوں۔ جو مستقبل کے متعلق بڑی بڑی آرزوئیں رکھتے ہوں۔ دین عشق و محبت والوں سے ہی پھیلا ہے اور پھیلے گا۔ اگر عشق کا خانہ خالی ہے تو یاد رکھو کہ دنیا بھر کی دولت اسے نہیں بھر سکتی۔ یہ خانہ ایک چھوٹے سے خیال سے تو پُر ہو جاتا ہے، مگر دنیا کے سارے سونے سے پُر نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ خانہ پُر ہے۔ اور دل میں دین کا عشق اور اس کو پھیلانے کی تڑپ موجود ہے تو مستقبل کو دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ کہ یہ ہوگا وہ ہوگا۔ یہ تو ایک لمحہ کی بات ہے۔ مشکلات کے مقابلہ کے لئے تیار ہو کر کودنا پڑتا ہے۔ کچھ کہا ہی نہیں جاسکتا۔

میری طالب علمی کی زندگی

مَیں اپنی زندگی کے دو واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ میں نے اچھا کیا یا بُرا، بلکہ اس لئے کہ آپ کچھ سبق حاصل کریں۔ اگلے ہی دن سید عبدالمجید صاحب کپورتھلہ والے تشریف لائے۔ فرمایا کہ مجھے وہ زمانہ یاد ہے کہ ایک دوکان ہوتی تھی۔ جس میں آپ دو[1] ہوتے تھے۔ مدیر سکول سے پڑھ کر آتے تو اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتے تھے۔ اور آٹھویں دن گھر جاتے اور اشیاء خوردنی اُٹھالاتے تھے۔ والد مرحوم نے (خدا مغفرت کرے) بھی بہت مشقتیں اُٹھائیں۔ راتوں کو ساتھ لاتے اور لے جاتے تھے۔ خدا کا فضل شامل حال رہا۔ دُکھ اور تکلیف کی عادت بعد میں مفید ہی ثابت ہوئی۔

ایک اور وقت آیا۔ وکالت پاس کرنے کے بعد گورداسپور میں کام کرنے کا ارادہ کیا۔ کوٹھی کرایہ پر لی۔ سامان وغیرہ درست کیا ۔کام شروع کرنے سے پہلے حضرت صاحب کی خدمت میں قادیان حاضر ہوا۔ دماغ میں کہیں ملازمت کا نقشہ تھا۔ کہیں ترقی کے خیالات ۔ خدا کو شاید یہ منظور ہی نہ تھا۔ میں وکالت کا انتظام کر چکا تھا۔ اس بات کا وہم بھی نہ تھا کہ حضرت صاحب کچھ کہیں گے۔ مہینہ ڈیڑھ مہینہ یوں ہی گزر گیا۔ آخر ایک دن عرض کیا کہ اجازت دیجئے کہ مکان کا کرایہ سر پر پڑ رہا ہے۔ فرمایا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ایک رسالہ انگریزی زبان میں نکلے، جس میں اسلام کو یورپ اور امریکہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ آپ اس کام کو کریں۔ میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ سوچا کہ کیا کہا؟ اور میں نے کیا کہنا ہے؟ فیصلہ کے لئے ایک آن کی بھی ضرورت نہ ہوئی۔ عرض کیا۔ بہت اچھا!

کیا اس وقت سامنے کوئی کالج تھا؟ کہ وہاں تعلیم حاصل کی جائے گی۔ اور پھر بڑے بڑے دینی مضامین لکھا کریں گے۔ کیا سامنے کوئی اور امید تھی؟ یہ تو وہم میں بھی نہ تھا جو محض خدا کے فضل سے آج بن گیا! تعلیم دین حاصل کی تو کس طرح؟ کتاب لی۔ کسی کے پاس جا بیٹھے۔ یا خود مطالعہ کر لیا۔ آج لوگ سب سے پہلے پوچھتے ہیں کہ ہم آج کس اُمید پر آئیں؟ میں کہتا ہوں کہ موت سمجھ کر آئیے۔ یہ خدا کا دین ہے۔ اسے پھیلنا چاہئے۔ اس کام کے لئے یہاں ایسے لوگ ہوں، جن میں جنون ہو۔ دنیا کے معمولی کاموں کے لئے جنون ہو جاتا ہے۔ اور اتنا جنون کہ انسان اس وقت سمجھ نہیں سکتا۔ انتخابات کو دیکھئے۔ اسمبلی میں جا کر انسان کیا بن جاتا ہے؟ جو پہلے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو کون سا سرخاب کا پر لگ گیا ہے! ہزار ہا روپیہ برباد کر دیتے ہیں۔ سفر کی تکالیف اُٹھاتے ہیں۔ دیہاتوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس بات کا عشق ہے کہ ہم اسمبلی ممبر بن جائیں۔

دین کے لئے دُکھ اُٹھانے میں راحت ہے

اگر دنیا کے لئے اس قدر دُکھ اُٹھائے جاسکتے ہیں، جس میں نفع ہوتا ہی نہیں، تو دین کے لئے کیوں نہیں اُٹھائے جاتے! دنیا دار کو راحت کہاں نصیب؟! کیونکہ راحت مال پر منحصر نہیں، یہ تو دل کی

[1] حضرت امیر اور مولانا عزیز بخش صاحب۔

کیفیت ہے۔ بسا اوقات گدڑی پوش دلی راحت رکھتا ہے، بہ نسبت دولت مند کے۔ وہ زیادہ راحت میں اچھی نیند سوتا ہے۔ وہ بھوکا ہوتا ہے مگر اس کو مکلّف کھانوں کی نسبت بھنے ہوئے چنوں میں زیادہ لطف ہوتا ہے۔ تم نے بھی کبھی بھوکے رہ کر یہ لطف دیکھا ہو گا۔ چنانچہ ہماری قوم میں ہم خود بھی اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ خُدا کے دین کی خاطر تمام مصائب سر پر لیں۔

کس قسم کے نوجوانوں کی ضرورت ہے

ہماری آرزو یہ ہے کہ قوم سے وہ لوگ نکلیں، جو خدا کے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لئے قربانیاں کریں۔ گریجویٹ کی شرط رکھی ہے، مگر اس سے بھی بڑھ کر ہوں۔ دیگر علوم میں بھی مہارت ضرور ہو۔ مثلاً تاریخ، اقتصادیات، سیاسیات وغیرہ۔ وہ قوم جو یہ علوم حاصل کر چکی ہے، سچائی سے آج محروم ہے۔ اور کسی سکون آمیز چیز کی متلاشی ہے۔ یہ سب کچھ بڑھ کر اس قوم کے سامنے قرآن کے حقائق کو رکھنا ہے کہ حقیقی راحت یہاں ملتی ہے! یہیں ہر قسم کی مشکلات کا حل ہے! خواہ وہ انسان کی جسمانی حالت سے تعلق رکھتا ہو یا روحانی سے۔ مَیں یہ بھی نہیں کہتا کہ جو لوگ یہ راہ اختیار کریں گے، وہ سب کے سب کامیاب ہو جائیں گے۔ بعض وقت رستے میں بھی قدم پھسل جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ایسے لوگ نکلیں جو اپنے آپ کو اس غرض کے لئے مخصوص کر دیں۔ انہیں غیر زبانوں کا علم حاصل کرنا ہو گا۔ مَیں چاہتا ہوں کہ ایک ایسا مینار قائم کیا جائے، جہاں سے ہر ملک میں روشنی پھیلے۔ ہر زبان میں کریم قرآن کریم کا ترجمہ ہو۔ یہ بڑی عزت کا مقام ہے۔ اگر کوئی اسے قبول کر لے تو ابدی زندگی ہے۔

ہمارے ہی دوست ہیں کہ خیال کرتے ہیں۔ اور کرنا چاہئے کہ ہم پر اتنا بوجھ ہے۔ اتنے ہمارے دست نگر ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ زندگی کا کیا اعتبار؟ کیا کوئی نہیں جانتا کہ موت نے کب آلینا ہے! تو کیوں کچھ ایسی ہمت کرنے والے لوگ پیدا نہیں ہو سکتے، جو اسلام، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مجنون ہو کر محبت کی آگ میں کو دپڑیں کہ ہم دین حق کی اشاعت میں اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ تنخواہوں اور ترقیوں کا خیال ہوتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کہتے ہیں کہ انہوں نے گزارہ بھی تو کرنا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ ایمان ہو تو گزارہ بھی ہو جاتا ہے۔ جنہوں نے کام کیا خدا نے ان کی ضروریات بھی مہیا کر دیں۔ مولوی نور الدین مرحوم بغیر دولت کے ہندوستان بھر میں چکر لگا آئے اور علم حاصل کیا۔ لہٰذا ایمان پیدا کرو کہ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ قدردان ہے۔ قدردانی کرتا ہے۔

مَیں بالآخر اپیل کرتا ہوں کہ اگر کچھ آسودہ حال نوجوان نکلیں تو بہت اچھی بات ہے۔ کیونکہ وہ اپنے گزارے کا آپ انتظام کر سکیں گے۔ وہ نہیں، تو دوسرے ہی اُٹھیں، کھانے کو مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھوکا نہیں مارتا۔ وہ تو بدکاروں کو بھی دیتا ہے۔ بھلا دینداروں کو کب چھوڑ دے گا؟ خدا ایسا نہیں۔ اگر تم اسلام کے نام کو اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے نام کو روشن کرنا چاہتے ہو، تو میدان میں نکلو۔ اگر اسلام کی صداقت اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہو سکتی ہے تو وہ تمہارا اپنا فعل ہے۔ اس سے بڑھ کر زبردست دلیل کوئی نہیں؟ (پیغام صلح ۱۱ فروری ۱۹۳۷ء)۔(فہرست)

وہ جو احمدی تھے وہ کیا ہوئے؟

کیا یاد ہے تمہیں وہ قسم جو تم نے کھائی تھی؟
رکھنا تمہیں تھا دین مقدم اور دنیا تمہیں نہ بھائی تھی
وہ وعدے وفا کے کیا ہوئے؟ کیا محمدؐ کے لئے رسوا ہوئے؟
بھول کر امام زمان کو، احمد کے اُس غلام کو
مال وزر پہ فریفتا ہوئے، وہ جو احمدی تھے وہ کیا ہوئے؟
کیا یاد ہے تمہیں وہ قسم جو تم نے کھائی تھی؟ (ش ع)